Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

کلیم اختر
پی ایچ ڈی اردو سکالر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور۔
ڈاکٹر عطاء الرحمٰن میو
ایسوسی ایٹ پروفیسر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی بطور محقق: ایک جائزہ

Kaleem Akhtar
Scholar Ph.D Urdu, Lahore Garrison University, Lahore
Dr.Atta ur Rehman Meo
Associate Professor, Lahore Garrison University, Lahore

Dr.Gohar Naushahi As A Researcher: An Overview

The literary and research services of Majlis-e-Taraqi-e-Adab Lahore are very high. Hundreds of books were compiled under the auspices of Majlis-e-Taraqi-e-Adab. Eminent researchers from all over India were given an opportunity to utilize their talents and contribute to the literature. These researchers have certainly painstakingly searched for ancient Urdu manuscripts and books and edited them and presented these books to the readers. Important Urdu books were saved from extinction due to his research efforts. Dr. Gohar Naushahi is one of the renowned researchers of Urdu. His research efforts are very important in the field of Urdu classical literature and literary history. On the platform of Majlis-e-Traqi-e-Adab, he edited rare books in Urdu. From his efforts, it can be inferred that there is a keen eye on the ancient spellings, manuscripts and script of Urdu. His research efforts are a beacon for future researchers.

Key Words: Compile, Researcher, Edited ,Book Readers, Important Urdu Books, Manuscripts, Classical Literature, Literary History.

کلیدی الفاظ: محققین، مدونین، تدوین، مقتدرہ قومی زبان، مجلس ترقی ادب، مواد کی جمع آوری، مخطوطہ، نسخہ، مدیر کتب، ناشر، ناظم، تدریس، مقتدرہ، املا، نوادرات، نایاب، اصطلاحات، مجلس، مطبوعہ، طباعت، ترتیب، ہم عصر، مثنوی، سنسکرت، سرورق، ضمیمہ، مقدمہ، حواشی، حوالہ جات، طباعت، مجموعہ، ذخیرہ، زیب قرطاس، قدیم، عہد، تہذیب و ثقافت۔

مئی 1950ء میں قائم ہونے والی ''مجلس ترجمہ'' جولائی 1954ء میں مجلس ترقی ادب کی شکل میں وسعت پذیر ہوئی تو مجلس کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ ترجمہ نگاری سے ایک قدم آگے بڑھ کر تحقیق اور تدوین کو بھی ایجنڈے میں شامل کیا گیا۔ ہندوستان بھر سے نامور محققین نے اپنی تحقیقی خدمات پیش کیں۔ مجلس ترقی ادب لاہور کے زیر اہتمام جن نامور محققین اور مدونین نے تدوینی کاوشیں سرانجام دیں ان میں ڈاکٹر گوہر نوشاہی کا نام بھی شامل ہے۔

نامور محقق ڈاکٹر گوہر نوشاہی کا اصل نام فضل میراں تھا، وہ 15 جون 1940ء کو پنجاب کے ضلع شیخوپورہ کے علاقے شرق پور میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی سے 1965ء میں ایم۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ہی 1974ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر نوشاہی کا تحقیقی ذوق انھیں مجلس ترقی ادب لے آیا۔ وہ 1966ء سے لے کر 1972ء تک مجلس ترقی ادب کے ساتھ بطور مدیر کتب وابستہ رہے۔ انھوں نے 1973ء سے 1979ء ''مشہد یونیورسٹی'' ایران میں تدریسی ذمہ داریاں نبھائیں۔ ڈاکٹر صاحب 1985ء سے 2000ء تک مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد میں نائب ناظم کے عہدے پر فائز رہے۔ 2000ء سے یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد میں وزٹنگ پروفیسر کے

 Corresponding Email: dratta786@gmail.com

فرائض انجام دیتے رہے۔ 18 جنوری 2021ء کو مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی تحقیقی، تنقیدی، علمی و ادبی کاوشوں کا دائرہ وسیع ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر صاحب کی مجلس ترقی ادب کے پلیٹ فارم پر ترتیب و تدوین کی کاوشوں کا احاطہ کرنا مقصود ہے۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مجلس ترقی ادب کے پلیٹ فارم پر جو کتب تدوین کیں، وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ بیتال پچیسی

2۔ نتائج المعانی

3۔ مثنوی ہشت عدل

4۔ یادگار چشتی

5۔ مثنوی رمز العشق

6۔ پدماوت (تصنیف دو شاعر)

1۔ بیتال پچیسی

یہ کتاب سنسکرت زبان کی قدیم کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ ان کہانیوں کو بارہویں صدی ہجری میں محمد شاہ کے عہد حکومت میں برج بھاشا میں منتقل کیا گیا۔ فورٹ ولیم کالج کے زیر اہتمام جب بہت سی کتابوں کے اردو اور ہندی زبان میں ترجمے کیے گئے تو تب گلکرسٹ کی ایما پر مظہر علی ولا نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا۔ 1803ء میں ”بیتال پچیسی“ کی پہلی جلد کا اردو میں ترجمہ ہوا۔ جب کہ دوسری جلد کو ہندی میں منتقل کیا گیا۔ 25 کہانیوں پر مشتمل اس کتاب میں ہندوستانی داستانوں کا رنگ نمایاں ہے۔ یہ کہانیاں ہندوستان کی قدیم تہذیب و ثقافت کی آئینہ دار ہیں۔ پڑھنے والے محض محظوظ ہی نہیں بلکہ سبق بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اس کتاب کو ترتیب دیا۔ یہ کتاب مارچ 1965ء میں چھپی۔ تعداد 2100 تھی۔ کتاب کے ناشر سید امتیاز علی تاج، ناظم مجلس ترقی ادب، مطبع الفائن پریس لاہور اور مہتمم امان عاصم ہیں۔ کتاب کا سرورق زریں آرٹ پریس نے ڈیزائن کیا اور اس کی قیمت چار روپے درج کی گئی۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی مرتب شدہ کتاب ”بیتال پچیسی“ 196 صفحات پر مشتمل ہے۔ مقبولیت کی وجہ سے یہ کتاب ”شریر کہانیاں“ کے عنوان سے دوبارہ بھی چھپی ہے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے 5 صفحات کے ”حرف آغاز“ میں ان تین درج ذیل ایڈیشنز کا تعارف کروایا ہے جن کو مد نظر رکھتے ہوئے انھوں نے ”بیتال پچیسی“ کو مرتب کیا۔

1. Hindee and Hindoostanee Selections

اس ایڈیشن کا ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے یوں تعارف پیش کیا ہے:

”یہ انتخاب فورٹ ولیم کالج کی طرف سے 1827ء میں کلکتے سے دو جلدوں میں شائع ہوا۔ پہلی جلد کا رسم الخط دیوناگری اور دوسری کا اردو تھا۔ اس انتخاب کے مرتب ہندوستانی شعبے کے ہیڈ منشی تارنی چرن متر اور نگران ہندی اور ہندوستانی زبان کے پروفیسر ولیم پرائس تھے۔“ 1

ڈاکٹر گوہر نوشاہی کے بقول ”بیتال پچیسی“ کا مکمل متن اس انتخاب کی پہلی جلد میں دیوناگری رسم الخط میں ہے۔ ڈاکٹر نوشاہی نے اشفاق انور سے اسے اردو رسم الخط میں منتقل کروایا۔ یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کی ملکیت ہے۔

2۔ مرتب نے جس دوسرے ایڈیشن سے استفادہ کیا۔ یہ ایڈیشن ڈبلیو بی بارکر نے تیار کیا جو 1855ء میں ہرٹ فورٹ سے شائع ہوا۔ ایسٹ وچ نے ترتیب دیا اور ہندوستانی پریس کلکتہ سے طبع ہوا۔ یہ نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی لاہور کے سنسکرت سیکشن میں موجود ہے۔

3.Tales of Ancient India

سنسکرت الاصل کے نسخے کا J.A. Bran Buitenen نے بیتال پچیسی کی گیارہ کہانیوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ 1961ء میں شکاگو یونیورسٹی پریس سے شائع ہوا۔ مظہر علی ولا کا نسخہ مترجم کی نگاہ میں نہیں تھا۔ اس لیے اس نسخے میں ولا کے نسخے سے اختلافات بھی موجود ہیں۔

’حرف آغاز‘ کے ضمن میں ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے حواشی میں موجود مخففات کو بھی متعارف کروایا ہے۔ جس کے ذریعے متن کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔انھوں نے ان کتب کی فہرست بھی فراہم کی ہے جن کی معاونت سے انھوں نے اس کتاب کا مقدمہ لکھا ہے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے 25 صفحات پر مشتمل جاندار مقدمہ لکھا ہے۔ مترجم نے مرتبہ کتاب کے حوالے سے جن تین افراد کی خدمات کو سراہا ہے،ان کا تعارف پیش کیا ہے۔ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مقدمے میں مذکورہ تین افراد مظہر علی ولا، شری للوجی اور تارنی چرن متر کے نام،ان کی زندگی کی چیدہ چیدہ باتوں کو تحقیقی انداز میں پیش کیا ہے۔اس تحقیقی مقدمے کی بدولت قارئین مترجم کے احوال سے بھی واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔مظہر علی ولا کے نام، عرف اور تخلص کے لیے تذکرہ نگاروں کے اختلافات کو بیان کیا ہے۔مثال کے طور پر ڈاکٹر گوہر نوشاہی ”مظہر علی ولا“ کا تعارف پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”مظہر علی خاں نام اور ولا تخلص تھا۔ مصحفی نے ان کا عرف لطف علی اور قدرت اللہ قاسم نے لطف اللہ لکھا ہے لیکن بنی نرائن جہاں،سید محمد، حامد حسن قادری،اور محمد یحیٰ تنہا نے ان کا نام مرزا لطف علی اور عرف مظہر علی خاں بیان کیا ہے۔جس طرح نام میں اختلاف ہے۔اسی طرح تخلص میں بھی تذکرہ نگاروں کے درمیان مختلف رائیں موجود ہیں۔چنانچہ مصحفی کے ہاں باطن اور مصطفی خاں شیفتہ کے ہاں ان کا تخلص والہ بھی ملتا ہے۔“2

مرتب نے مقدمے میں ہندوستان کی سیاسی، تہذیبی اور ادبی حوالے سے نایاب معلومات فراہم کی ہیں۔”بیتال پچیسی“ کے تعارف کے ضمن میں انھوں نے کتاب کا تاریخی پس منظر بیان کر کے کہانی،اسلوب اور کرداروں کا نفسیاتی اور تنقیدی تجزیہ پیش کیا ہے۔ تحقیقی ذمہ داری نبھاتے ہوئے محض ایک نسخے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے مد نظر تین مختلف ایڈیشن تھے۔انھوں نے دستیاب تمام ایڈیشنز تک رسائی حاصل کر کے اپنی مساعی کو کارآمد بنایا۔جہاں جہاں ان ایڈیشنز میں کہانیوں کا اختلاف سامنے آیا،اس کو مقدمے میں بیان کر دیا۔ اختلاف نسخ کی ایک مثال ملاحظہ کیجیے۔وہ لکھتے ہیں:

”پہلا اختلاف تمہید میں ہے،ولا کے ہاں جوگی ہر روز پھل لاتا ہے اور راجہ بھنڈاری کو دے دیتا ہے۔ایک روز جوگی اس موقعے پر حاضر ہوتا ہے جب کہ راجہ کسی کام سے اصطبل میں گیا ہوتا ہے۔جوگی اس جگہ راجہ کو لعل پیش کرتا ہے اتفاقاً وہ لعل راجہ کے ہاتھ سے گر جاتا ہے اور اسے اصطبل کا ایک بندر اٹھا کر توڑ دیتا ہے اور اس طرح اس میں سے ایک بیش بہا رتن برآمد ہوتا ہے۔ Buitenen کے نزدیک یہ واقعہ اصطبل کی بجائے راجہ کے محل ہی میں پیش آتا ہے۔اور پھل کو اصطبل کے بندر کی بجائے راجہ کا پالتو بندر توڑتا ہے۔“3

”بیتال پچیسی“ کے حواشی میں اختلاف نسخ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔تاہم زیادہ تر حواشی توضیحی، تشریحی اور تفہیمی مقاصد کے حامل ہیں۔ قاری کو تفہیم متن میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔مثلاً:

”ان چاروں میں پاپ کس کا ہوا جو تم اس بات کا نیاؤ(۱)نہ کرو گے۔“4

حاشیہ میں اس کا معانی فیصلہ لکھا ہے۔5

”جب(۱) کچھ بس نہ چل سکا۔“6

”حاشیہ(۱) بارکر: غرض جب“ 7

متن کے اختتام پر مرتب نے دو ضمائم شامل کیے ہیں۔پہلا ضمیمہ ”جہانگیر شاہی“ کا اقتباس ہے۔اس میں مترجم مظہر علی خاں ولا نے اپنے حالات مختصراً شامل کیے ہیں۔دوسرا ضمیمہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ضمیمے کے پہلے حصے میں ”بیتال پچیسی“ اور پچیس کہانیوں کا خلاصہ ہے۔دوسرے حصے میں ”بیتال پچیسی“ کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔تیسرے حصے کا عنوان ”بیتال پچیسی مختلف زبانوں میں“ ہے۔اس عنوان کے تحت ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ”بیتال پچیسی“ کے تراجم کا ذکر کیا ہے جو مختلف زبانوں میں کیے جا چکے ہیں۔

2۔ نتائج المعانی

آغا محمود بیگ راحت کا تعلق دہلی سے تھا۔انھوں نے شاعری میں نامور شاعر حکیم مومن خان مومن سے اصلاح لی۔راحت قادر الکلام شاعر اور صاحب طرز نثار تھے۔انھوں نے عمر کا ایک حصہ نواب جہانگیر محمد خاں دولہ کی مصاحبت میں گزارا۔نواب صاحب ریاست بھوپال کے والی تھے۔اسی طرح کرنل سکنر اور اکبر شاہ ثانی کی ہم نشینی بھی میسر آئی۔

''نتائج المعانی'' آغا محمود بیگ راحت کی اپنے واقعات پر مبنی کتاب ہے۔''نتائج المعانی'' کی پہلی اشاعت 1874ء میں مطبع میڈیکل پریس آگرہ سے ہوئی ۔ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اسی متن کو مد نظر رکھ کر یہ کتاب دوبارہ مرتب کی۔اس کتاب میں راحت نے اپنے واقعات کو حکایت کے انداز میں تحریر کیا ہے۔نتائج المعانی کی مدد سے مصنف کے زمانے کے سیاسی، تہذیبی، معاشرتی اور ادبی حالات کی جانکاری حاصل کی جاسکتی ہے۔ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اس کتاب کو نئے سرے سے مرتب کیا۔اس کتاب کو جنوری 1967ء میں مجلس ترقی ادب نے شائع کیا۔

'حرف آغاز' میں مرتب نے ''نتائج المعانی'' کو ترتیب دینے کا مقصد یہ بیان کیا کہ ایسی کارآمد کتاب کی دوبارہ اشاعت نہ ہو سکی۔تاریخی، تہذیبی، ثقافتی اور ادبی اہمیت کے حامل اس نسخے کی پہلی اشاعت میں طباعت اور کاغذ پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ قبل اس کے کہ یہ کتاب وقت کی گرد میں گم ہو جاتی، گوہر نوشاہی نے اسے نئی زندگی دے کر اردو ادب کی اہم خدمت سرانجام دی۔مزید براں طبع اوّل میں املا کے مسائل، نامانوس اور اجنبی الفاظ و محاورات کا استعمال بھی متن سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ تھا۔انھوں نے از سر نو ترتیب دے کر قاری کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ متن سے کماحقہ استفادہ کر سکے۔ کتاب کا مقدمہ تحقیقی اور تنقیدی نوعیت کا ہے۔البتہ مرتب کو راحت کے زیادہ تر انھیں حالات پر ہی اکتفا کرنا پڑا جو مصنف نے اپنی حکایات میں درج کیے ہیں۔

مرتب لکھتے ہیں:

''نتائج المعانی میں راحت کے بارے میں جس قدر حکایات ہیں، انھیں اگر ہم ان شخصیتوں کے حوالے سے ترتیب دیں جن کے ساتھ راحت کی براہ راست دل بستگی رہی ہے تو ہم ان حکایات کے ذریعے راحت کی سوانح حیات بہتر طور پر مرتب کر سکیں گے۔''8

راحت نے روایتی انداز میں ''نتائج المعانی'' کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اکرم ﷺ کی مدحت سے کیا۔اس کے بعد راحت نے سبب تالیف اور کتاب کے ابواب اور اختتام کے بارے میں قارئین کو آگاہ کیا ہے۔''نتائج المعانی'' چار ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔راحت شاعر ہیں اس لیے حکایات کے آخر میں قطعات بھی پیش کیے گئے ہیں، جن کے بارے میں مرتب نے مقدمے میں ان کا ذکر بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ترتیب و تہذیب کے دوران املا، اعراب، تسامحات اور حذف شدہ الفاظ پر خاص توجہ دی۔انھوں نے تحقیقی ذوق رکھنے والوں اور عام قارئین کی تشنگی دور کرنے کے لیے تحقیقی، توضیحی اور تشریحی حواشی اور ضمائم بھی پیش کیے ہیں تاکہ اس کتاب سے کماحقہ مستفید ہوا جا سکے۔

یہ لوگ اجلاف بازاری(ا) نہیں ہیں۔9

حاشیہ: اجلاف بازاری: کمینے، گھٹیا لوگ10

زمانے میں ایسے سخی ہیں کہاں
کہ چوروں کے ہوں عیب رکھیں نہاں
اور اس طرح دیں طبع نازک کو رنج
خدیو جہاں تھا یہ فخر زماں(ا)11

حاشیہ (ا)نسخہ: جہاں12

مرتب نے متن میں موجود اضافی الفاظ کو حذف بھی کر دیا ہے۔حکایت نمبر 20 کے آخر میں موجود اشعار کے اوپر ''رباعی'' لکھا ہوا تھا جسے مرتب نے حذف کر دیا۔حاشیہ ملاحظہ کیجیے:

''اصل نسخے میں ان اشعار پر رباعی لکھا ہوا تھا جسے غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ہے۔(مرتب)'' 13

مصنف کے تکملہ کے بعد مالک مطبع کی طرف سے تقریظ شامل ہے۔جس کے بعد مرتب نے حواشی اور حوالہ جات درج کیے ہیں۔

3۔مثنوی ہشت عدل مع واسوخت:

آغا محمود بیگ راحت کی دوسری کتاب جو ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مرتب کی وہ ''مثنوی ہشت عدل مع واسوخت'' ہے۔زیر نظر کتاب عدل و انصاف کے موضوع پر آٹھ واقعات پر مشتمل ہے جسے راحت نے آٹھ مختلف بحروں میں بیان کیا ہے۔جو شاعر کی قادر الکلامی کا بین ثبوت ہے۔یہ تصنیف سب سے پہلے 1873ء میں مطبع نول کشور (پٹیالہ) سے شائع ہوئی۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے یہ کتاب ترتیب دی اور اسے مجلس ترقی ادب لاہور نے 1971ء میں شائع کیا۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ''مثنوی ہشت عدل مع واسوخت'' کا علمی، تحقیقی اور تنقیدی نوعیت کا نہایت ہی وقیع مقدمہ لکھا ہے۔ مقدمے میں انھوں نے راحت کی کتابوں کا مختصر تعارف اور ان کی زندگی پر مختصر مگر جامع روشنی ڈالی ہے۔ مثنوی کے آٹھوں حصوں کا اثر انگیز تعارف کروا کر اس پر تنقیدی آرا شامل کی گئی ہیں۔ مرتب لکھتے ہیں:

''مثنوی ہشت عدل میں عدل وانصاف کے موضوع پر آٹھ مختلف واقعات آٹھ مختلف بحروں میں نظم کیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب آٹھ مختلف ادبی ٹکڑوں کو ایک خاص وحدت میں پروتی ہے۔ یہ وحدت اس کا موضوع ہے یعنی عدل وانصاف کے واقعات'' 14

واسوخت 60 بندوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بارے میں مرتب کا خیال ہے کہ اس کا مکمل متن تذکرہ ''شعلۂ جوالہ'' میں موجود ہے اور وہیں سے اخذ کردہ ہے۔ تذکرہ ''شعلۂ جوالہ'' 1868ء کے قریب مطبع نول کشور سے شائع ہوا تھا۔ واسوخت مسدس کی ہئیت میں ہے۔

مثنوی کے تمام حصوں کا تعارف کروانے کے ساتھ مرتب نے توضیحی اور تشریح حواشی بھی پیش کیے ہیں۔ بعض شخصیات، واقعات اور اصطلاحات جن کو شاعر نے برتا ہے یا محض ان کی جانب اشارہ کیا ہے، ان کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے تاکہ قارئین کو دوران مطالعہ کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مقدمے میں یہ نہیں بتایا کہ ان کے مد نظر کون سانسخہ تھا تاہم قیاس یہی ہے کہ مطبع نول کشور پٹیالہ سے طبع ہونے والا اوّل ایڈیشن ہی ان کے سامنے ہوگا۔ انھوں نے متن کی بحالی کے ساتھ متن کی تصحیح بھی کر دی ہے۔ ایڈیشن میں جو الفاظ یا محاورات کا املا درست نہیں تھا یا قدیم تھا، جس کو فی زمانہ سمجھنا مشکل ہے، ان الفاظ کا املا درست کر دیا گیا یا اسے جدید املا کے قالب میں ڈھال دیا گیا ہے۔ مثلاً:

ہمارے مہاراج (ا) فیروز بخت

رہے قائم ان کا سدا تاج وتخت 15

حاشیہ (ا) مراد ہے مہاراجہ مہندر سنگھ والی پٹیالہ 16

روز افزوں ہو دولت اس کی

عالم میں شوکت اس کی (ا) 17

حاشیہ: یہ دعائیہ شعر بھی غالباً جان بوجھ کر دوہرایا گیا ہے۔ (مرتب) 18

4۔ مثنوی رمز العشق:

بارہویں صدی ہجری میں اردو زبان کی ترویج واشاعت میں ''بٹالہ تحریک'' کا کردار نہایت اہم ہے۔ اس تحریک کے روح رواں مشہور صوفی بزرگ حضرت سید ابوالفرح محمد فاضل الدین بٹالوی تھے۔ ان کے خاندان اور عقیدت مندوں نے اردو کی ترویج واشاعت میں بہت کام کیا۔ مثنوی رمز العشق کے مصنف سید غلام قادر شاہ بٹالوی کا تعلق بھی اسی خانوادے سے تھا۔ آپ سید ابوالفرح کے اکلوتے فرزند، مرید اور جانشین تھے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے غلام قادر شاہ کی مثنوی ''رمز العشق'' کو مرتب کیا۔ اس مثنوی کو مجلس ترقی ادب لاہور نے 1972ء میں شائع کیا۔ انھوں نے خود تحقیقی مقدمہ تحریر کیا۔ مقدمے میں صاحبِ مثنوی ''رمز العشق'' سید غلام قادر شاہ بٹالوی کے حالات زندگی کو مفصل انداز میں قلم بند کیا ہے۔ سید غلام قادر شاہ کا تعلق چونکہ ایک نامور مذہبی خاندان اور سلسلے سے ہے اس لیے مرتب نے ان کے خاندانی پس منظر اور سلسلہ قادریہ کی اہم شخصیات کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ کے طالب علموں کے لیے بالعموم اور تاریخ تصوف سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے بالخصوص اہمیت کا حامل ہے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی مصنف کے شجرۂ نسب اور شجرۂ طریقت پر بھی گہری نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ سید عبدالقادر شاہ بٹالوی کے اکابرین میں شیخ محمد طاہر لاہوری کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''اس وسیلے سے حضرت ابوالفرح کا سلسلہ طریقت دو واسطوں سے حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری سے ملتا ہے جو سلسلہ قادریہ کے مقتدر صوفیہ اور بلند پایہ مشائخ میں سے تھے۔'' 19

مرتب کا مقدمہ توضیح حواشی کا بھی حامل ہے تاکہ کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے۔ حواشی سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مقدمہ لکھتے وقت تاریخ ادب اور تاریخ تصوف کی کئی کتب سے معاونت حاصل کی ہے۔ ان کتب میں ''پنجاب میں اردو''، ''تذکرۃ الابرار''، ''حدیقۃ الاولیاء''، ''خزینۃ الاصفیاء''، ''حدائق

الحنفیہ"، "تذکرۂ علمائے ہند"، "شجرۂ منظومہ"، "جواہر مجددیہ"، "جواہر تصوف"، "ہدیۂ کبریٰ"، "پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ"، "قصیدۂ غوثیہ"، "مخطوطۂ ورق"، "فسانۂ نادر" اور "عبرت نامہ" سمیت کئی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب شامل ہیں۔

مقدمے میں مصنف کی دیگر تصانیف کا تذکرہ اور تعارف بھی شامل کیا ہے۔ انھوں نے مصنف کی شخصیت اور کتب کے حوالے سے تفصیلات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ تاریخی مغالطوں کا بھی دلائل و براہین کے ذریعے ازالہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مقدمہ محض سرسری نوعیت کا نہیں ہے بلکہ تحقیق کی نادر مثال ہے۔ ذیل میں دو مثالیں ملاحظہ کیجیے:

"مثنوی رمز العشق" کب لکھی گئی اس حوالے سے مصنف نے تاریخی شواہد سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ مثنوی مصنف نے اپنے والد کی زندگی میں لکھی۔ ان کے والد بزرگوار کی وفات 1151ھ میں ہوئی۔

حافظ محمود شیرانی کے اس خیال کی کہ مثنوی "سر مکنون" اس مثنوی کی تقلید اور تتبع میں لکھی گئی ہے، مرتب نے تاریخی شواہد کے ساتھ مسترد کر کے اس مغالطے کو دور کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فقیر اللہ کی مثنوی "سر مکنون" کا "رمز العشق" کی تقلید" میں ہونا میرے نزدیک محل نظر ہے۔ اس کے دو اسباب ہیں۔"20

بعد میں انھوں نے ان اسباب کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ مثنوی "سر مکنون" دراصل حضرت نوشہ گنج بخش کی مثنوی "گنج الاسرار" سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی۔

رمز العشق کی ترتیب میں ڈاکٹر گوہر نوشاہی کے مد نظر جو نسخے تھے وہ درج ذیل ہیں:۔

الف۔ حافظ محمود شیرانی کی لائبریری میں موجود وہ نسخہ جو محمد جان کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اس نسخے کو انھوں نے بنیادی حیثیت دی۔ مرتب نے اسے نسخہ 'الف' قرار دیا۔ یہ نسخہ محمد جان نے سید غلام قادر کی زندگی میں کتابت کیا تھا۔

ب۔ ذخیرہ شیرانی میں ایک قلمی مجموعہ رسائل میں شامل تھا۔

ج۔ ذخیرہ شیرانی کا نسخہ

د۔ ذخیر شیرانی

ہ۔ جواہر تصوف مرتبہ سید بدر محی الدین

و۔ رمز العشق وسہ حرفی مرتبہ صاحب زادہ شمس محی الدین القادری

مقدمے میں مثنوی "رمز العشق" کے نسخوں کا تعارف، ان کی کیفیت، املا، رسم الخط اور شرح کی تفصیل اجمالاً نہایت کامیابی سے بیان کی ہے۔ جن سے ان کی تحقیقی اور تدوینی صلاحیتوں کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے اور نوآموز محققین کے لیے سیکھنے کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔

"مثنوی رمز العشق" کی ترتیب و تہذیب میں مرتب کے مشمولہ حواشی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ توضیحی، تشریحی، تخریجی، تحقیقی اور علمی نوعیت کے حواشی بھی موجود ہیں جن کی مدد سے قارئین اور تحقیق کے طالب علموں کے لیے تفہیم متن میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ البتہ زیادہ تر حواشی اختلاف نسخ سے متعلقہ ہیں۔

گوہر نوشاہی نے ترتیب متن کے دوران جن نسخوں کو مد نظر رکھا ہے ان کے نام اوپر درج کیے جا چکے ہیں۔ تاہم انھوں نے تدوین متن کے دوران نسخہ "الف" کو بنیاد بنا کر دیگر نسخوں کے اختلافات کو حاشیہ میں شامل کیا۔ مثلاً:

"جو نہی (۱) ہیچ خیال انسانی

اس کوں جان مقید جانی

ہر موجود کوں اس برزخ موں (۲)

لا تحصی اشکال پچھانوں

اصل اس کا ہے قلب محمد

ناں ہے (۳) مطلق ناں نہ مقید

حاشیہ:(۱)و: جو ہے

(۲)و: ہر موجود اس برزخ

(۳)و: ہے وہ''21

سید ابو احمد محمد شاہ نے اس مثنوی کی شرح لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ شارحِ مثنوی کے حوالے سے مرتب نے ایک تاریخی مغالطے کو درست کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''سید محمد شاہ کی وفات 1244ھ میں ہوئی۔ عبدالغفور قریشی نے انھیں سید غلام قادر شاہ کا فرزند لکھا ہے۔ جو درست نہیں ہے۔'' 22

''چرخی نامہ'' کی کیفیت اور دستیابی کے حوالے سے معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ ''چرخی نامہ'' کا متن انھیں پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری کے 'ذخیرہ شیرانی' سے موصول ہوا۔ چونکہ اس کا متن صرف نسخہ ''الف'' میں موجود تھا اس لیے ''چرخی نامہ'' کی ترتیب میں اختلاف نسخ کی کاوش عمل میں لانے کی نوبت نہیں آئی۔

5۔ یادگار چشتی:

''یادگار چشتی'' مولوی نور احمد چشتی کی تصنیف ہے۔ مولوی نور احمد چشتی ایک نامور عالم دین مولوی احمد بخش کے فرزند تھے۔ مولوی نور احمد چشتی نے 1849ء میں انگریز افسروں کو اردو اور فارسی کی تعلیم دینے کا آغاز کیا۔ بہت سے انگریز افسران ان کے شاگرد بنے۔ انھوں نے اپنی کئی کتب اپنے انگریز شاگردوں کی ایما پر تصنیف کیں۔ مولوی صاحب کی بیشتر زندگی لاہور میں گزری۔ ان کی کتاب ''یادگار چشتی'' کو بہت شہرت ملی۔ اس کتاب میں لاہور کی علمی، تہذیبی، ثقافتی اور ادبی تاریخ کی خوب صورت جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

مولوی نور احمد چشتی نے اس کتاب کو 1856ء میں لکھنا شروع کیا۔ ''یادگار چشتی'' مطبع لاہور کرانیکل سے 1858ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کے آغاز میں مصنف نے وجہ تالیف بیان کی ہے۔ ان کے بقول اس کتاب سے بہت سے نوآموز محققین فائدہ اٹھائیں گے اور پنجاب کے حال لکھنے کی غرض سے ہی یہ مساعی عمل میں لائی گئی ہے۔

اس کتاب میں مولوی نور احمد چشتی نے پنجاب کی مذہبی اور ثقافتی رسومات، قوموں، ذاتوں، پیشوں، خاندانوں اور تہواروں کا نہایت خوب صورت مرقع پیش کیا ہے۔ متن کے آخر میں ترقیمہ بھی موجود ہے جس کے مطابق یہ کتاب 1859ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ''یادگار چشتی'' کو مجلس ترقی ادب لاہور کے پلیٹ فارم پر مرتب کیا۔ اس کو مجلس ترقی ادب لاہور نے اکتوبر 1975ء میں مطبع ظفر سنز پرنٹر کوپر روڈ لاہور سے چھاپا۔ کتاب کے ناشر اس وقت کے مجلس ترقی ادب لاہور کے ناظم احمد ندیم قاسمی ہیں۔

''یادگار چشتی'' کی اشاعت کا فیصلہ مجلس ترقی ادب کے اجلاس منعقدہ مئی 1963ء میں ہوا۔ جس میں طے کیا گیا کہ اگر پنجابی ادبی اکیڈمی یہ کتاب طبع نہیں کر رہی تو پھر مجلس ضرور شائع کرے گی۔ ''یادگار چشتی'' کی ترتیب کی ذمہ داری پہلے حمید۔ اے شیخ کو دی گئی۔ بوجوہ وہ اس ذمہ داری سے عہدہ برا نہ ہو سکے۔ 1969ء میں زیر نظر تصنیف کی تدوینی ذمہ داری ڈاکٹر گوہر نوشاہی کو دی گئی جو انھوں نے کامیابی سے پوری کی۔

''باعث تحریر'' میں مرتب نے اپنی تدوینی کاوشوں اور اس راستے میں حائل رکاوٹوں کو تحریر کیا۔ خاص طور پر مصنف کے خاندانی حالات و پس منظر تک رسائی میں انھیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری اور ان ماخذات تک پہنچنے کے لیے محنت شاقہ سے کام لیا۔ زیر نظر عنوان ''باعث تحریر'' میں انھوں نے مقدمے کے ماخذات کی فہرست قلم بند کی ہے جن کی مدد سے مقدمے اور حواشی لکھنے میں معاونت ملی۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ''یادگار چشتی'' کے مقدمے میں مولوی نور احمد چشتی کے سوانح کو ترتیب سے بیان کیا۔ ان کے مطابق مولوی نور احمد مولوی احمد بخش یکدل کے بیٹے تھے۔ مصنف فارسی کے صاحب طرز ادیب تھے۔ انھوں نے بالعموم برصغیر اور بالخصوص لاہور کے 1820ء سے لے کر 1853ء تک کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور علمی حالات و واقعات پر مشتمل بیس جلدوں کا روزنامچہ تحریر کیا۔ 1857ء سے متعلق حالات پر مبنی روزنامچہ انگریزوں کے خوف سے ضائع کر دیا گیا۔ ان کے روزنامچوں کے انتخاب کو مولانا مسعود علی چشتی نے محفوظ رکھا ہوا تھا، جس سے مدون نے بھی استفادہ کیا۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مولوی نور احمد چشتی کے والد مولوی احمد بخش یکدل کی مذہبی اور ادبی زندگی کے ساتھ ان کی ازدواجی زندگی کا خاکہ بھی کھینچا ہے۔ ان کی شادیوں اور اولاد کے حوالے سے مستند معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی تحقیق کے مطابق مولوی نور احمد چشتی 1867ء میں ہیضے کی بیماری کے باعث انتقال کر گئے۔

مرتب نے مقدمے میں مصنف کے حالات کے ساتھ کتاب کے مندرجات پر تبصرے، تجزیے، مستعمل اصطلاحات اور املا کے حوالے سے بھی معلومات فراہم کی ہیں۔ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے حواشی میں مشکل الفاظ کے معانی، تاریخی شخصیات اور مقامات اور دیگر ضروری توضیحات اور تفصیلات فراہم کی ہیں۔ ''یادگار چشتی'' پر درج مرتب کے حواشی نے اس کتاب کی تاریخی اور تہذیبی اہمیت میں اضافہ کیا جس سے قارئین کی دل چسپی بڑھتی جاتی ہے اور تاریخی عقدے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

6۔پدماوت(تصنیف دوشاعر)

یہ کتاب اودھی زبان کا پہلا رزمیہ ہے۔ملک محمد جائسی نے پدماوت 1540ء میں لکھی۔پدماوت دراصل چتوڑ کے راجپوت راجا رتن سین اور رانی پدمنی کی محبت کی کہانی ہے جو رانی کے عشق میں مبتلا ہوا۔رانی کا دوسرا محب علاؤالدین خلجی ہے۔دونوں کے واقعات کو مصنف نے خوب صورت انداز میں زیب قرطاس کیا۔کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔حصہ اوّل راجہ رتن سین کی محبت سے متعلق ہے۔اس حصے میں مصنف نے لکھا ہے کہ کس طرح راجا رتن طوطے کے ذریعے رانی کے حسن میں کھو گیا۔حصہ دوم علاؤالدین خلجی کے رانی کی محبت میں مبتلا ہونے والے واقعات پر مشتمل ہے۔علاؤالدین خلجی نے رانی کے عشق میں چتوڑ کے قلعے کا گھیراؤ کیا۔ ''پدماوت'' دراصل ان دو عاشقوں کی محبت کی داستان ہے۔

ریاست رام پور کے رسالہ دار مصطفیٰ خاں عرف نجو خاں کی خواہش تھی کہ اس مثنوی کو اردو میں منتقل کیا جائے۔1404ھ میں ان کی مرضی پر حکیم ضیاءالدین عبرت نے ترجمے کا آغاز کیا۔ابھی یہ فریضہ زیر تکمیل تھا کہ عبرت فوت ہوگئے۔بعدازاں قدرت علی شوق کی فرمائش پر میر غلام علی عشرت نے باقی ماندہ مثنوی کو ڈیڑھ ماہ کے عرصے میں اردو میں منتقل کر دیا۔چونکہ یہ مثنوی دو مترجمین کی کاوش سے اردو کے قالب میں ڈھلی ہے اس لیے اسے ''تصنیف دو شاعر'' بھی کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مثنوی پدماوت کو 1986ء میں تدوین کیا۔مجلس ترقی ادب اردو نے اسے زریں آرٹ پریس، ریلوے روڈ، لاہور سے شائع کروایا۔اس مثنوی کا مقدمہ کلب علی فائق نے تحریر کیا۔مقدمے میں مترجمین عبرت و عشرت کے سوانحی حالات فراہم کیے۔

مثنوی کے مرتب ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ''تنقیدی جائزہ'' میں تفصیل سے مثنوی پدماوت کے ماخذات پر روشنی ڈالی۔انھوں نے مثنوی کے مماثلات اور اختلافات پر بھی خامہ فرسائی کی۔گوہر نوشاہی کے بقول ماخذ کے طور پر عاقل خان رازی کی فارسی تصنیف ''شمع و پروانہ'' کو مدنظر رکھا گیا ہے۔جو 1658ء میں تحریر ہوئی۔مرتب نے رازی اور عبرت کی مثنویوں کا تقابل پیش کر کے تنقیدی نتائج اخذ کیے ہیں۔گوہر نوشاہی نے بطور نقاد، مثنوی کے فن اور موضوع کا احاطہ کیا۔مثنوی کے اسلوب کے حوالے سے مرتب کی رائے ہے کہ مولانا جامی کی ''یوسف زلیخا'' اور غنیمت کنجاہی کی ''نیرنگ عشق'' کے اسالیب کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔مرتب کے بقول جو نسخے ان کے مدنظر رہے وہ درج ذیل ہیں:۔

1۔نسخہ مطبع مصطفائی طبوعہ 1849ء اس میں کل اشعار 4371 ہیں۔

2۔نسخہ مطبع مصطفائی مطبوعہ کانپور 1859ء

3۔نسخہ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ندارد

4۔نسخہ ممتاز المطابع سنہ ندارد

5۔نسخۂ شیرانی قلمی سنہ ندارد

6۔نسخہ مطبع نول کشور کانپور طباعت فروری 1885ء

حواشی میں نسخۂ شیرانی، نسخہ نول کشور، ممتاز المطابع اور نسخۂ لکھنؤ سے اختلاف نسخ درج کیے گئے ہیں۔

ضمیمہ میں ''مثنویات پدماوت'' کے عنوان سے گوپی چند نارنگ کی تحریر کو شامل کیا گیا ہے۔جس میں نارنگ نے مثنوی پدماوت کے تمام موجود نسخوں کا تعارف بیان کیا ہے۔

اردو زبان کا بیشتر سرمایہ فارسی زبان میں ہے، عربی زبان بھی فارسی کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ چل رہی ہے۔پرانے متون اور مخطوطات میں عربی اور فارسی زبان کے الفاظ و محاورات اور اصطلاحات کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ایسا محقق جو عربی اور فارسی سے واقفیت نہیں رکھتا وہ تحقیقی کام نہیں کر سکتا۔ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ

اردو کے قدیم مخطوطات کے تو قریب بھی نہ جائے۔ڈاکٹر گوہر نوشاہی کو جو بات تحقیق کے میدان میں دیگر محققین کی صف میں نمایاں مقام فراہم کرتی ہے، وہ اردو زبان کے ساتھ فارسی اور عربی زبان پر عبور اور دسترس ہے۔زبان دانی کی صلاحیت کے باعث انھیں قدیم مخطوطات اور مسودات کو جانچنے، پرکھنے اور سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی جملہ تحقیقی اور تدوینی کاوشوں کو، ان کی اہمیت کے پیش نظر نہایت پذیرائی ملی۔ مجلس ترقی ادب کے زیر اہتمام اور دیگر ادبی حلقوں میں ان کی تحقیقی کاوشوں اور ان کی محنت کے اعتراف کا سلسلہ بہت طویل ہے۔یہاں صرف دو حوالے پیش خدمت ہیں: مشفق خواجہ لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر گوہر نوشاہی کا تحقیقی کام مثالی نوعیت کا ہے وہ کسی ایسے موضوع کو تحقیقی کام کے لیے انتخاب نہیں کرتے، جس کی اہمیت وافادیت کا انھیں یقین نہ ہو۔ان کی تحقیق سے ہماری تاریخ ادب کا کوئی نہ کوئی گوشہ ضرور منور ہوتا ہے اور انھیں پھر یہ امتیاز بھی حاصل ہے وہ ان محققوں میں سے ہیں جو اپنے بعد آنے والوں کے لیے راستہ ہموار کرتے ہیں۔''23

سید عابد علی عابد بھی ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی تحقیقی کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔انھوں نے ''بیتال پچیسی'' کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کی مساعی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

''فاضلِ مرتب گوہر نوشاہی نے بڑی کاوش سے ان کہانیوں کی وحدت کا سراغ لگایا ہے اور جن علامتوں سے اس تالیف میں کام لیا گیا ہے ان کے رموز واسرار کی گرہ کشائی کی ہے۔''24

متن کی ترتیب میں مرتب کو بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ملک اور بیرون ملک موجود ماخذات تک رسائی حاصل کرنے کے لیے کئی جتن کرنے پڑتے ہیں۔ متعدد لائبریریوں اور کتب خانوں کی خاک چھاننی پڑتی ہے۔ماخذات کی بازیابی کے بعد انتخاب اور ترتیب متن کا مرحلہ بھی آسان نہیں ہوتا۔اختلاف نسخ کا تصفیہ، کاتب کی غلطیوں کی جانچ پڑتال، رسم الخط اور املائی معاملات کو دیکھنا، مصنف کے تصرفات اور تفردات سے شناسائی اور قدیم مخطوطات اور مسودات سے آگاہی کے لیے عربی اور فارسی زبان پر عبور رکھنا بھی مرتب کے لیے ضروری ہوتا ہے۔تمام مشکلات کو صبر سے برداشت کرنا اور ذمہ داریوں کو نبھانا حوصلے کا متقاضی ہوتا ہے۔

بنابریں ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی تدوینی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔خاص طور پر مجلس ترقی ادب کے زیر اہتمام انھوں نے محنت شاقہ سے ادبی اور کلاسیکی متون کو اس انداز سے مرتب کیا کہ ان کے بنیادی ماخذات تک رسائی حاصل کی، دستیاب تمام نسخوں کی دستیابی، پرانے نوادرات کی جمع آوری، مخطوطہ شناسی اور تحقیقی اصولوں کو مد نظر رکھ کر ترتیب متن کی کاوشیں نہ صرف اردو کے ادبی اور تاریخی سرمائے میں اضافے کا باعث ہیں بلکہ تحقیق کے نئے مسافروں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، بیتال پچیسی، مظہر علی خاں ولا، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1965ء ص 1، حروف آغاز

2۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، بیتال پچیسی، مظہر علی خاں ولا، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1965ء ص 7-8، مقدمہ

3۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، بیتال پچیسی، مظہر علی خاں ولا، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1965ء ص 19-18، مقدمہ

4۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، بیتال پچیسی، مظہر علی خاں ولا، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1965ء ص 30

5۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، بیتال پچیسی، مظہر علی خاں ولا، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1965ء ص 30

6۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، بیتال پچیسی، مظہر علی خاں ولا، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1965ء ص 97

7۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، بیتال پچیسی، مظہر علی خاں ولا، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1965ء ص 97

8۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، نتائج المعانی، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1967ء ص 8 مقدمہ

9۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، نتائج المعانی، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1967ء، ص 84

10۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، نتائج المعانی، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1967ء، ص 84

11۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، نتائج المعانی، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1967ء، ص 84

12۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، نتائج المعانی، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1967ء، ص 84

13۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، نتائج المعانی، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1967ء، ص 93

14۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی ہشت عدل مع واسوخت، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1971ء، ص 10

15۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی ہشت عدل مع واسوخت، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1971ء، ص 71

16۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی ہشت عدل مع واسوخت، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1971ء، ص 71

17۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی ہشت عدل مع واسوخت، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1971ء، ص 112

18۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی ہشت عدل مع واسوخت، محمود بیگ راحت، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1971ء، ص 112

19۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی رمز العشق مع چرخی نامہ، غلام قادر شاہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1972ء، ص 4، مقدمہ

20۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی رمز العشق مع چرخی نامہ، غلام قادر شاہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1972ء، ص 21، مقدمہ

21۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی رمز العشق مع چرخی نامہ، غلام قادر شاہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1972ء، ص 41

22۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب)، مثنوی رمز العشق مع چرخی نامہ، غلام قادر شاہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1972ء، ص 16

23۔ یادگار سرسید، مرتبہ گوہر نوشاہی، اسلام آباد، مجلس فروغ تحقیق، 1996ء ص 11، حرف چند

24۔ صحیفہ، شمارہ نمبر 31، اپریل 1965ء، ص 98